اس کی رعایا اپنے راجہ سے بہت خوش تھی۔ تمام رعایا وزیر کو سلام کرتی تھی اور بہت عزّت دیتی تھی۔ راجہ کے پاس ایک چُغل خور نے وزیر کی چُغلی کھائی اور راجہ سُن کر وزیر کی خاطر دیکھ کر غضب ناک غصّہ ہوگیا اور حکم دیا کہ وزیر کو پھانسی پر چڑھا دو۔ وزیر یہ حکم سُن کر وہاں سے بھاگ گیا اور یہ خیال کیا کہ چلو اپنے دوستوں کے پاس جائیں۔ وہ ہماری مدد کریں گے۔ چنانچہ وہ جو سب سے پہلے بڑا اچھا دوست تھا اُس کے پاس آیا اور وہ دوست بھی کیسا تھا جو ایک دم بھی اُس سے جدا نہ ہوتا تھا اُس کے گھر پر آ کر دروازہ پر آواز دی۔ دوست اُس کی آواز سُن کر چپکا ہو رہا بلکہ زیادہ پکارنے پر بولا توں کون ہے اور کیا مطلب ہے۔ وزیر نے کہا کہ میں فلاں شخص ہوں۔ راجہ اس طرح سے میرے پر غصّہ ہوگیا ہے تمہارے پاس مدد کے لئے آیا ہوں۔ یہ سنکر دوست نے اپنا دروازہ نہ کھولا اور کہنے لگا کہ تو بڑا پاپی اور بُرا آدمی ہے۔ یہاں سے چلا جا۔ اگر میں تیری مدد کرونگا تو راجہ مجھے بہت خراب کریگا اور میرا گھر بار لوٹ لیگا۔ یہ سُن کر وزیر زار زار رونے لگا۔ اس سے زیادہ میرا کوئی دوست نہ تھا اب میں کس کے پاس جاؤں۔ اُس کے بعد وہ دوسرے دوست کے پاس گیا جو کہ درجہ میں دوسرا تھا۔ وزیر نے اُس کے مکان پر جا کر آواز دی، وہ

دوست فی الفور نیچے اُتر کر آیا اور کہنے لگا کہ آپ کس طرح سے تشریف لائے، حکم کیجئے وزیر نے تمام احوال سُنایا کہ میرے پر مصیبت پڑی ہوئی ہے، آپ کچھ مدد کر دیں۔ اُس دوست نے جواب دیا کہ ہمارا راجہ کانوں کا کچّا ہے۔ اگر اُس کو کسی نے خبر کر دی تو ہم کو بہت دُکھ دیگا۔ ہمارے میں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ راجہ کے مجرم کو ہم پناہ دے سکیں۔ ہاں البتہ اگر کسی اور طرح کی مدد یا روپے پیسے کی ضرورت ہو تو بتاؤ۔ وزیر وہاں سے بھی مایوس ہو کر چل پڑا اور سوچا کہ اب کسی اور کے پاس چلتے ہیں شاید وہاں سے کوئی مدد مل جائے۔ ایک اور دوست کے مکان پر جا کر آواز دی اور اُس دوست نے دور سے دیکھا اور بھاگ کر آیا آ کر بغل گیر ہوا اور پوچھا کہ آپ اچانک ہمارے گھر تشریف لائے ہو، کہیے میں کیا کر سکتا ہوں۔ وزیر نے اُس کو بھی سارے حالات کے بارے میں بتایا، وہ دوست سن کر وزیر سے بولا کہ آپ بے فکر یہاں بیٹھ جائیں میں راجہ سے خود سمجھ لونگا۔ وزیر بہت خوش ہوا اور وہیں اُسکے پاس بیٹھ گیا۔ اتنے میں راجہ کو خبر ہو گئی کہ وزیر کو فلاں شخص نے پناہ دی ہے۔ سپاہی بھیج کر اُس کو بلوایا۔ اُس نے راجہ کو ایسا سمجھایا کہ راجہ نے خوش ہو کر وزیر کا قصور معاف کر دیا اور اُس کو اُس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

اب اس کا اصلی مطلب سمجھو۔ وہ یہ ہے موت کو راجہ جانو جس کا تین لوک میں راج ہو رہا ہے۔ اور جگت کے جیوؤں کو وزیر جانو، اپنے سر یر کو رشتہ داروں کو اور سنت مہاتماؤں کو اپنا تین قسم کے متر جانو اور پدگُل کو چُغل خور جانو یعنی جس قدر عُمر انسان کی ہوتی ہے اس کے پورا ہونے پر موت کا پیادہ آ حاضر ہوتا ہے۔ یعنی جسم میں تکلیف پیدا کرتا ہے، جس کے سبب سے سر یر بالکل بے بس ہو جاتا ہے اور چلنا پھرنا چھوڑ دیتا ہے۔ یہ جسم پہلا دوست ہے، جس کی خاطر تواضع میں ہر دم لگا رہتا ہے۔ عمدہ عمدہ کھانے اور نئ نئ پوشاکیں اُس کے لئے ہر وقت مہیا کرتا رہتا ہے۔ ایک لمحہ بھر بھی اُس کی خبر گیری سے غیر حاضر نہیں ہوتا ہے۔ مگر یہ ایسا بیوقوف دوست ہے کہ وقت پر فی الفور جواب دے دیتا ہے اور کنارہ کشی کر لیتا ہے۔ پھر کوئی زور نہیں چلتا ہے۔ آخر اس سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ دوسرا دوست ماں، باپ، بہن، بھائی اور عورت و دیگر رشتہ دار ہیں جو بیمار ہونے پر اور پہلے دوست کے جواب دینے پر علاج معالجہ میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دھن دولت کو خرچ کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر موت کے منہ سے بچانیوالے اور سچے دوست تو سنت مہاتما ہیں۔ جنکے پاس کبھی کبھی آنا جانا ہوتا ہے۔ اے تریا، دُنیا میں تمہارا

تعلق صرف غرض مندی کا ہے جو کہ وقت پر تم جواب دینے والی ہو اس واسطہ میں تمہاری باتوں میں نہیں آنا چاہتا، میں اُن کے پاس جاؤں گا جو مجھے موت سے بچانیوالے ہیں اور میرا خوف دور کرنے والے ہیں۔ یہ سن کر وہ استری شرمندہ ہوکر چُپ چاپ بیٹھ گئی۔

اس کے بعد اب آٹھویں عورت جیت سری سامنے آ کر بصد عجز و نیاز عرض کرنے لگی کہ ہے مہاراج ہم کو کس طرح چھوڑ وگے ہم تو تمہارے ہی ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا کرنا تھا تو ہم کو اپنے گھر میں کیوں لائے آرام کو چھوڑ کر تکلیفوں میں کیوں پڑتے ہو۔ یہ کیسا خیال آپ کے دل میں جم گیا۔ لوگ آپ کو بہت بدنامی دیں گے، کہ ابلا ستریوں کو چھوڑ کر فقیر ہو گیا اور آپ بھی اس بات کو سمجھ لو کہ یہ جگت کی بدنامی اچھی نہیں۔ ہم کہاں تک آپ کو سمجھائیں ہمارے میں کوئی لیاقت نہیں، آپ خود ہی سمجھ والے ہیں۔ ہے سوامی ہماری ٹیک رکھو، اور ہماری ایک بات مان لو۔ ہماری ساس کے گھر آپ اکیلے ہی بیٹے ہو۔ تمہارے بغیر اندھیرا ہو جائیگا۔ آپ کے والدین کی عمر بوڑھاپے کی ہے اس عمر میں کون اُن کی خبر گیری کرے گا۔ میں آپ کو ایک مثال سناتی ہوں اس پر وچار کرنا، کیونکہ آپ چتر ہو سنو برہمن

کی لڑکی نے راجہ کو کس طرح بہلایا۔

مثال: جمبو دیپ کے بھرت کھیتر میں سری پور نام کا ایک شہر تھا اور وہاں کا راجہ کہانیاں سُننے کا بہت ہی شوقین تھا۔ چنانچہ وہ ہر روز باری باری شہر کے لوگوں سے ایک کہانی سُنا کرتا تھا۔ یہ کہا کرتا تھا کہ وہ کہانی سُناؤ جو آگے نہ سُنی ہو۔ اس طرح سے بہت عرصہ گذر گیا ایک دن ایک بیوقوف برہمن کی باری آگئی اور وہ برہمن بہت ہی ڈرا۔ کہ میں کہانی نہیں جانتا کیا کروں۔ اُس کی لڑکی بڑی دانا تھی۔ اُس نے اپنے باپ کو کہا کہ پتا جی مت ڈرو میں جا کر اُس کو سنا آتی ہوں۔ یہ بات کہہ کر وہ لڑکی راجہ کے دربار میں آئی اور راجہ کے روبرو باادب بیٹھ گئی۔ عرض کرنے لگی کہ مہاراج اگر حکم ہو تو میں کہانی سناؤں۔ راجہ نے حکم دیا کہ سناؤ اس پر وہ لڑکی اپنی من گھڑت کہانی سنانے لگی۔ حیا کو بالائے تاک رکھ کر بولی میرے ماں باپ نے جب مجھ کو جوان دیکھا۔ میری سگائی دوسرے شہر میں کردی۔ دونوں گھروں میں بڑی خوشی ہوئی۔ ایک دن میرا خاوند مجھ کو دیکھنے کے لئے میرے ماں باپ کے گھر آگیا۔ ہونی ہو کر رہتی ہے ٹل نہیں سکتی، جب وہ گھر آیا میں اکیلی ہی تھی ۔ میں نے اپنے خاوند کے واسطہ کھانا تیار کیا اور اُس کو کھلایا۔ بعد کھانا کھانے